جنوری ۹۵ء

قرآن و سنت کی بالادستی‘ عدلیہ اور پارلیمنٹ کی خودمختاری

شریعت بل کے ذریعہ پارلیمنٹ کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی تھی کہ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دیا جائے اور اعلیٰ عدالتوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ کسی قانون یا فیصلے کو قرآن و سنت کے منافی سمجھیں تو اسے تبدیل کرنے کا کہہ سکیں۔ اس وقت کی حکمران پارٹی (مسلم لیگ) اور اپوزیشن (پیپلز پارٹی) دونوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ ایسا کرنا پارلیمنٹ کی خودمختاری اور بالادستی کے منافی ہوگا۔ چنانچہ حکومت اور حزب اختلاف کے اتفاق رائے سے شریعت بل کو اس شکل میں منظور کیا گیا کہ قرآن و سنت کے سپریم لاء ہونے کو سیاسی ڈھانچے اور حکومتی نظام کے متاثر نہ ہونے کی شرط کے ساتھ مشروط کردیا گیا اور شریعت بل میں ایک مستقل دفعہ کا اضافہ کیا گیا کہ اس بل سے اسمبلیوں کے قانون سازی کے اختیارات متاثر نہیں ہوں گے۔

لیکن گزشتہ دنوں سینٹ اور قومی اسمبلی کے اسیر ارکان کو ایوان میں لانے کے بارے میں چیئرمین اور اسپیکر کی رولنگ کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کی بحث چھڑی اور حکومتی پارٹی کے لیے گروہی انا کا مسئلہ پیدا ہو گیا تو پارلیمنٹ کی خودمختاری اور بالادستی کے سارے اصول دھرے کے دھرے رہ گئے۔ چنانچہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے حکمران پارلیمانی پارٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یوں پینترا بدلا کہ:

> ”پارلیمنٹ سپریم نہیں ہے اور حکومت رول ۹۰ کے تحت اس وقت تک اسیر ارکان کو اسمبلی میں نہیں لائے گی‘ جب تک عدالتیں ارکان کو اسمبلی میں جانے کی اجازت نہیں دیتیں۔
>
> ایک رکن اسمبلی نے وزیر اعظم کو شریعت بل کے موقع پران کی تقریر کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ شریعت بل کے ذریعے پارلیمنٹ کو عدلیہ کا ماتحت بنایا جا رہا ہے‘ جو کہ پی۔ ڈی۔ ایف کسی طور پر بھی تسلیم نہیں کرے گی۔ رکن اسمبلی نے کہا کہ اب اس کا ہمارے پاس کیا جواب باقی رہ جاتا ہے؟ اس کے جواب میں وزیر اعظم نے کہا کہ اس کا جواب دینا وزراء کا کام ہے آپ پریشان نہ ہوں۔“

(بحوالہ روزنامہ خبریں لاہور‘ ۲۳ دسمبر ۹۴ء)